اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ وہ جماعت کے ذریعہ دنیا کی ہدایت کے عظیم سامان پیدا کرنے والا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ /اکتوبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ چند ماہ سے پاکستان میں جو احمدیوں کے ساتھ نہایت سفا کانہ اور بہیمانہ سلوک ہو رہا ہے اور جس کے متعلق زیادہ سے زیادہ شواہد مہیا ہوتے چلے جارہے ہیں کہ ان مظالم میں باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے بنا کر حکومت کو ان میں ملوث کر کے پھر جماعت کے خلاف کارروائیاں کی گئیں ہیں اور خصوصیت کے ساتھ پنجاب حکومت بلاشبہ ان منصوبوں میں آلۂ کار بنائی گئی ہے۔

جو اطلاعات مل رہی ہیں اور مزید اور بھی ملیں گی ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ منصوبہ جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ میں بنایا گیا اور جماعت اسلامی کی طلباء کی جو تنظیمیں ہیں ان کو بھی اس منصوبے میں شامل کیا گیا اور جماعت اسلامی کے طلباء کی مرکزی تنظیم نے بھی اس میں بھر پور حصہ لیا ہے اور حکومت پنجاب ان کا آلۂ کار بنی رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا ہے اور بھی معلومات حاصل ہو رہی ہے کہ پنجاب کے ہر ضلع میں جماعت اسلامی کا ایک کارندہ یا پولیس میں یا ایڈمنسٹریشن کے دوسرے شعبوں میں موجود ہے اور بہت سی جگہوں پہ ایک سے زائد نمائندے بھی موجود ہیں اور باقاعدہ تنظیم کے تحت ان کو سارے صوبے میں پھیلایا گیا ہے اور حکومت کے تعاون کے ساتھ ایسے لوگوں کی تقرری وہاں کروائی گئی ہے کہ پنجاب کے ہر ضلع میں جہاں بھی جماعت اسلامی کوئی شرارت

کروانی چاہے وہاں انتظامیہ میں کوئی نہ کوئی ان کا ایسا نمائندہ موجود ہے جو اس شرارت پر عمل درآمد کروانے میں ان کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرے۔ ایسے لوگوں کی فہرستیں بھی اکٹھی کی جارہی ہیں تا کہ ان لوگوں کی شرارت پر نظر رہے۔

جہاں تک جماعت احمد یہ عالمگیر کا تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں دعاؤں کے ذریعے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کر رہی ہے وہاں کوششوں میں بھی کسی طرح بھی غافل نہیں رہی اور خصوصیت کے ساتھ انگلستان کی جماعت اور امریکہ کی جماعت اور کینیڈا کی جماعت ان امور میں پیش پیش ہے اور دنیا کی رائے عامہ کو ان حالات سے پوری طرح باخبر رکھنے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی مستعدی سے یہ جماعتیں کام کر رہی ہیں۔

اب کچھ دنوں سے کچھ ایسے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب جماعت اسلامی کے اس حد تک زیر اثر نہیں رہی اور کچھ جماعت اسلامی کے پنجہ سے نکلنے کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو جو مرکزی اجتماع منعقد کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہ بھی اسی رجحان کی نشاندہی کرنے والی باتیں ہیں۔ اس سے پہلے ایک لمبے عرصے تک اجتماعات کا انقطاع رہا۔ اب بھی جو اجازت دی گئی ہے وہ بہت ہی بوجھل دل کے ساتھ اور بے دلی کے ساتھ دی گئی ہے۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کو یہ تاکید ہے کہ آپ کا اجتماع بیت الاقصیٰ میں ہو اور اس سے باہر کوئی اجتماع نہ ہو اور اس پر بھی پابندی یہ ہے کہ کسی قسم کا لاؤڈ سپیکر استعمال نہ ہو۔ اب یہ عقل کے خلاف بات ہے کہ پاکستان بھر کے نوجوانوں کا اجتماع ہو اور وہ ایک مسجد کے اندر سما جائے۔ بیت الاقصیٰ خصوصیت کے ساتھ اتنی چھوٹی ہو چکی ہے کے ربوہ کے باشندوں کے لئے بھی پوری نہیں ہوتی اور وہاں اس اجتماع کا سما جانا یہ عقل کے خلاف بات ہے۔ لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہتری کی طرف چھوٹا ہی سہی کچھ قدم ضرور ہے۔ اسی طرح انصار اللہ کے اجتماع کو بھی بڑے لمبے عرصے کے بعد اجازت دی گئی ہے۔ جہاں تک ہمارا توکل ہے وہ تو خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے اور جہاں تک ان مظالم کے خلاف فریاد ہے وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کے حضور میں ہے اور اگر چہ یہ ایک بہت معمولی سا فرق ہے ایسا فرق نہیں جس کے نتیجے میں دل بے ساختہ ممنون احسان ہونے لگیں۔ مگر ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جو تعلیم دی ہے وہ یہ

ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے، ادنی سے ادنی احسان کو بھی جذبہ شکر کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اگر چہ یہ احسان ابھی اتنا معمولی ہے کہ عدل کی حدود بھی پوری نہیں کرتا ہے اس لئے صحیح معنوں میں لغوی اعتبار سے اس کو احسان کہنا درست نہیں ہے لیکن وہ جگہیں یا وہ ممالک جہاں سے عدل اٹھ چکا ہو وہاں عدل کا آغاز بھی ایک رنگ میں احسان کا آغاز ہوا کرتا ہے۔

پس اگر چہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ حکومت پنجاب کا یہ فعل ابھی عدل کے تقاضے پورے کرنے سے بھی بہت پیچھے ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جو حسن و احسان کی تعلیم دی گئی ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جس طرح اپنے غلاموں کی تربیت فرمائی ہے ہمیں اس چھوٹے سے احسان کو بھی نظر تشکر سے دیکھنا چاہئے۔

اگر چہ یہ ممکن ہی نہیں بلکہ غالب گمان ہے اس جذبہ تشکر کی کوئی قدر نہیں کی جائے گی۔ اگر چہ حالات یہی بتاتے ہیں کہ اس چھوٹے سے نیک قدم کے بعد یہ خطرہ ہے کہ پھر اس قدم کو واپس کھینچنے کے لئے ایک مہم شروع کی جائے گی اور وہ جماعت احمدیہ کے دشمن جو حکومت کو ڈرا دھمکا کر اپنے خاص ہتھکنڈوں کے ذریعے جماعت احمدیہ سے عدل کا سلوک کرنے سے باز رکھتے ہیں وہ اس معمولی سے اظہار عدل کے بعد ایسی مہم شروع کریں گے جس کے نتیجے میں یہ خطرہ موجود ہے کہ حکومت ان سے مرعوب ہو جائے۔ لیکن امتثال امر میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع کہ جو شخص بندوں کا ممنون نہیں ہوتا وہ میرا بھی ممنون نہیں ہوتا اس لئے جماعت احمدیہ کو اس پر بھی خدا کے شکر کے علاوہ اس حکومت کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے عدل کی طرف کچھ معمولی سی حرکت کی ہے۔ اس شکر کے نتیجے میں ان سے تو ہمیں کسی خیر کی توقع نہیں، کسی احسان کی توقع نہیں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر میرے شکر گزار بندے بنو گے تو میں تمہیں اسکے نتیجے میں بہت دوں گا۔ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:۸) کا وعدہ اور لَاَزِيْدَنَّكُمْ میں بڑی شدت کے ساتھ ایک قوت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ لَاَزِيْدَنَّكُمْ میں ہوں جو بڑھانے والا ہوں اور میں یقیناً لازماً تمہیں بہت بڑھ چڑھ کر دوں گا اگر تم میرے شکر گزار بندے بنو گے۔

پس چونکہ ہمارے اس جذبۂ تشکر میں دراصل خدا کی شکر گزاری کا جذبہ کارفرما ہے اور وہی محرک ہے اسی لئے اس جذبہ تشکر کے ساتھ جب ہم خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں گے اور اس پر

بہت بہت خدا کا شکر ادا کریں گے تو مجھے اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت ہی جزا دینے والا خدا اس جذبہ تشکر کو بھی قبول فرمائے گا اور اس کی بڑھ چڑھ کر ہمیں جزا عطا فرمائے گا۔

میں نے مختلف قسم کے فقیر دیکھے ہیں۔ بعض فقیر ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو آپ زیادہ بھی دے دیں تو ان کے چہرے سے شکر اور خوشی کے جذبات ظاہر نہیں ہوتے۔ ان کے ماتھے پر سلوٹیں ہی پڑی رہتی ہیں۔ بعض دفعہ پرانے زمانے میں میں نے دیکھا ہے کسی فقیر کو ایک روپیہ بھی دو اس زمانے میں روپیہ بڑی چیز ہوا کرتا تھا۔ تو وہ کہتا تھا ''بس ایہہ دتا اے؟'' یہی تھا تمہارے پاس اور کچھ نہیں تمہارے پاس۔ اور بعض فقیر ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو ایک معمولی سی چیز بھی دے دو تو وہ فدا ہونے لگتے ہیں، دعائیں دیتے ہیں، اگلی نسلوں کو بھی دعائیں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ عطا کرے، یہ عطا کرے، تم نے فقیر کا دل خوش کر دیا ہے ایسے فقیر کے لئے سب کچھ دے دینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ جذبہ موجود ہے تو یقیناً یہ دراصل خدا تعالیٰ سے ہم میں آیا ہے کیونکہ انسانی فطرت کو خدا تعالیٰ کے مزاج سے ایک ربط ہے۔ ویسا ہی ربط ہے جیسا ہر خالق کے ساتھ اس کی تخلیق کو ایک ربط ہوا کرتا ہے۔ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پہ پیدا کیا۔ اس کا یہ مطلب تو یہ ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ ہم خدا کی صفات میں شریک ہو گئے ہیں اور خدا جیسے ہیں بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ جیسے ہر مصور اپنے مزاج اور اپنے تصور کی انتہائی چھلانگ کے مطابق ایک تصویر بناتا ہے اور اس تصویر کے نقوش اس کے ذہن کے نقوش سے ملتے ہیں۔ اسی طرح خالق کا اپنی تخلیق کے ساتھ ایک گہرا رابطہ ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں تمہارے شکر کو قبول کرتے ہوئے تمہیں بہت زیادہ دوں گا تو یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے شکر کا انداز ہے اور یہی جذبہ تشکر ہے جو نیک فطرت لوگوں میں پایا جاتا ہے خواہ وہ امیر ہوں خواہ وہ غریب ہوں، خواہ وہ عطا کرنے والے ہوں خواہ وہ فقیر ہوں۔ جنہوں نے خدا کے اس حسن سے حصہ پایا ہوا ان کے اوپر تھوڑا سا احسان بھی بڑے بڑے رنگ جماتا ہے اور وہ جذبہ تشکر سے مغلوب ہو کر دعائیں دیتے ہوئے اس احسان کو قبول کرتے ہیں۔

پس خدا کی خاطر اگر ہم خدا کے شکر گزار بندے بنیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عطا کرنے والے سے بہت بڑھ کر جس کی عطا کے نتیجے میں کوئی فقیر اس کو دعائیں دیتا ہے، اس کا شکر گزار بنتا ہے اس سے بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ اس جذبے کو قبول فرمائے گا۔ اس فقیر کی دعاؤں کے

نتیجے میں جو دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے اور معطی کے دل میں مزید دینے کی تمنا پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بہت بڑھ کر اتنا بڑھ کر اس سے کوئی نسبت نہیں خدا تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو مزید عطا کرنے کے لئے ایک جوش رکھتا ہے اور بہت ہی زیادہ حسن و احسان کے ساتھ جذبہ تشکر کو قبول فرماتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ اگر شکر گزار بنے جیسا کے شکر گزار ہے اور یہ سال تو ہے ہی خدا تعالیٰ کے فضلوں پر اس کے حسن و احسان پر اس کی حمد و ثناء کے گیت گانے کا سال۔ مگر یہ سال کہنا بھی غلط ہے کہ ہماری تو ساری زندگیاں خدا کے فضلوں کے گیت گاتی ہوئی گزر جائیں تو حق شکر ادا نہیں ہوسکتا مگر خصوصیت کے ساتھ اس بدلتے ہوئے دور کے ابتدائی آثار کو جذبہ تشکر کے ساتھ قبول کریں اور خدا سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان آثار کے پیچھے وہ رحمتوں کی بارش لے آئے یہ جن کی ابتدائی نشانیاں معلوم ہوتی ہیں۔

یہ جذبہ بھی ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے ہی سیکھا ہے۔ آپ کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب بعض دفعہ لمبے انقطاع کے بعد بادل گھر کے آتے تھے اور بارش کا پہلا قطرہ گرتا تھا تو حضور اپنے رب کی محبت اور پیار میں جذبہ تشکر کے طور پر زبان باہر نکال کر اس قطرہ کو اپنی زبان پر لیا کرتے تھے اور حمد و ثنا کے گیت گایا کرتے تھے خدا کی اس رحمت پر۔

تو بعید نہیں کہ اگر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی غلامی اور آپ کے عشق میں آپ بھی اسی طرح اس احسان کو جو بظاہر احسان بھی نہیں احسان سمجھتے ہوئے اس نیکی کے پہلے قدم کو شکر کے ساتھ قبول کریں گے اور اپنی زبان خدا کے حضور نکال کر اس کی رحمت کے قطرے کے طور پر اس کے حضور پیش کریں گے کہ اے خدا! یہ رحمت کا قطرہ ہماری زبان پر گرے اس لئے کہ پھر اس کے بعد کثرت سے بارش برسنے لگے۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس جذبہ کو خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

اس مضمون کو بیان کرنے کے لئے میری توجہ آج رات ایک رؤیا کے ذریعے مبذول کروائی گئی۔ اس رؤیا میں خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دکھایا کہ جماعت احمدیہ کو دراصل خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا چاہئے اور التجائیں کرنا چاہئے اور نتیجے کے لحاظ سے اپنی دعاؤں پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ شاید اس کا پس منظر یہ ہو کہ کل مجھے بعض ایسی اطلاعیں ملیں کہ جن کے نتیجے میں معلوم ہوتا تھا کہ ہماری دنیا

کی بعض جماعتوں نے حکومت پاکستان پر اخلاقی دباؤ ڈالنے کے لئے غیر معمولی کارروائیاں کی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں سمجھایا کہ دنیا کی کاروائیاں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں تم دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم رکھو اور اسے بڑھاؤ اور اسے مضبوط کرو۔ تو خدا تعالیٰ یقیناً اپنے فضل اور رحم کے ساتھ تمہارے حالات کو تبدیل فرمادے گا اور بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے گا۔

رؤیا میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کلام ایک خاص انداز سے پڑھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ **کون وہ بد بخت ہوگا جو خدا کے در پر مانگنے جائے اور پھر نامراد واپس لوٹے** اور اگر چہ اکثر یہ کلام ہمارے سامنے پڑھا جاتا ہے لیکن اس کلام کے بعض ایسے مصرعے جو رؤیا میں مجھے یاد رہے اور میں بار بار پڑھتا رہا بیداری کی حالت میں یاد نہیں رہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ایک خاص پیغام تھا۔ ان مصرعوں میں سے ایک مصرعہ خصوصیت کے ساتھ جو بار بار زبان پر جاری ہوا اور دل پر نقش ہو گیا اس کا مضمون یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی پر قادر ہے۔ جب وہ چاہے گا حیرت انگیز قدرت کے کرشمے دکھائے گا۔ اس لئے دعاؤں کے ذریعے اس پہ توکل کرتے ہوئے اس کی رحمت کے قدموں سے چمٹے رہو اور امید رکھو کہ وہ اپنے فضل کے ساتھ حیرت انگیز قدرت کے نشان دکھائے گا اور پھر ایک مصرعہ وہ جو خاص طور پر میں نے بار بار پڑھا اور دو چار مصرعوں کے بعد پھر وہ مصرعہ زبان پر آجاتا رہا وہ یہ تھا کہ:

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

اور ساتھ پھر وہ دوسرے مصرعہ میں یہ شعر کہا تھا:

فسبحان الذی اخزی الاعادی

لیکن **فسبحان الذی اخزی الاعادی** والا مصرعہ ہر دفعہ نہیں پڑھا لیکن یہ مصرعہ جو ہے ’’ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی‘‘ یہ تو اس کثرت کے ساتھ میں ساری رات اپنے زعم میں گنگناتا رہا ہوں اور بار بار پڑھتا رہا ہوں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ بار بار دوسرے مصرعوں سے توجہ اس طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

اس کی تعبیر میں نے یہ کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے مہدی بنایا ہے اور خدا کا ہادی کے طور پر آپ پر ظاہر ہونا یہ بتاتا ہے کہ خدا جو بھی قدرت نمائی فرمائے گا اس سے

بہتوں کے لئے ہدایت کے سامان پیدا ہوں گا اور بار بار اس کا ہادی کے طور پر ظاہر ہونا یہ بتاتا ہے، یہ بڑی عظیم خوشخبری اپنے اندر رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دنیا کی ہدایت کے عظیم سامان پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ایک بچھڑی کو ذبح کرنے کے متعلق بھی نظارہ دیکھا اور اسی حالت میں جب میں یہ شعر پڑھ رہا ہوں ایک آدمی ایک اچھی خوبصورت بچھڑی لے کر آتا ہے۔ بچھڑا ہے لیکن ذہن میں زیادہ بچھڑی کا تصور ہے اور جو بہت خوبصورت بے داغ، صاف ستھری بچھڑی ہے اور اس کو ذبح کرنے کے لئے میری توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچا گیا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اپنے حال میں مصروف رہنے دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی جس طرح تبرکاً چھری لگا دی جاتی ہے جسم کے ساتھ اور پھر ذبح کیا جاتا ہے جانور کو اس طرح جو شخص بھی اس گائے یا بچھڑی کو لے کے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہا ہے وہ پاس سے گزرتا ہے اور چھری لمس کرتا ہے میرے بدن کے ساتھ اور پھر آگے جا کر (میرے دل میں یہ ہے کہ) اس نے گائے کو ذبح کرنا ہے لیکن وہ کسی انذاری رنگ میں محسوس نہیں ہوتا بلک خوشی کے اظہار کے طور پر اس گائے کو، یعنی یہ میرے ذہن میں آتا ہے کہ وہ گائے ذبح کی جائے گی یعنی خوشی کے اظہار کے طور پر نہ کہ صدقے کے رنگ میں لیکن چھری کا لمس کرنا یہ عموماً صدقے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے اس میں دونوں پہلو موجود ہوں۔ ہو سکتا ہے بعض فتنے ابھی کروٹیں بدل رہے ہوں اپنی ابتدائی حالت میں اور ظاہر ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہوں۔

اس پہلو سے خدا تعالیٰ کا اس رؤیا میں یہ توجہ دلانا مقصود ہو کہ صدقات بھی دو، دعائیں بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو۔ میں نے ربوہ یہ پیغام تو بھجوا دیا ہے کہ میری طرف سے ایک گائے ذبح کی جائے لیکن چونکہ یہ ایک جماعتی خوشخبری معلوم ہوتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کے ہر ملک میں جہاں جہاں جماعتیں موجود ہیں وہاں گائے کی قربانی بھی دی جائے اور صرف اسی پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ گائے کی قربانی میں توحید کا مضمون ہے۔ قرآن کریم میں جہاں گائے کی قربانی کا ذکر ملتا ہے وہاں دراصل اسی قسم کی بچھڑی کا ذکر ملتا ہے جیسی میں نے رؤیا میں دیکھی بعینہٖ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہی رنگت ہے لیکن جوان اور باکرہ اور خوب خوبصورت رنگ کی اور اچھی پلی ہوئی بچھڑی۔

اس سے میری توجہ اس طرف بھی مبذول ہوئی کہ دعاؤں کو خالص کرنے کا حکم ہے اور

غیر اللہ کی ملونی کو کلیۃً دل سے نکال دینے کا حکم ہے اور ہمیں یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ یہ دور توحید کے ساتھ چمٹ جانے کا دور ہے۔ اپنے دلوں کو شرک کی ملونی سے ہر طرح سے پاک کر دو اور کلیۃً خالصۃً خدا کے ہو جاؤ۔ اسی کے حضور دعائیں کرو، اسی پر توکل کرو اور ہر وہ امید جو غیروں سے وابستہ ہے اسے خدا کی راہ میں اس رنگ میں ذبح کر دو کہ کوششیں تو امتثال امر میں ہوتی رہیں مگر توقعات محض خدا کے فضل پر ہوں کسی دنیاوی امید سے وابستہ نہ ہوں۔

پس اس رؤیا کا یہ پیغام سمجھتے ہوئے میں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کے اصل گائے جو ذبح کرنے والی ہے وہ دلوں میں پیدا ہونے والے شرک کے موہوم خیالات ہیں اور اس گائے کو ہم سب کو انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی ذبح کرنا ہوگا۔ یہ نئی صدی کا سر ہے اور اس پہلو سے آج دوبارہ ہمیں توحید خالص پر بڑی قوت اور بڑی شدت اور بڑی وفا کے ساتھ قائم ہونے کی ضرورت ہے۔

پس یہ رؤیا جو میں نے رات دیکھی میں خوب جانتا ہوں کہ یہ رؤیا کوئی عام رؤیا نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی پیغامات پر مشتمل رؤیا تھی۔ یہ فیصلہ درحقیقت رؤیا دیکھنے والا کرسکتا ہے کہ یہ اوہام کے نتیجے میں ہے، طبعی رجحانات کے نتیجے میں ہے یا خاص کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام کا رنگ رکھتی ہے۔ تو میں نے رؤیا کے دوران بھی یہ محسوس کیا تھا کہ یہ عجیب رؤیا ہے جس کا عام طور پر دیکھنا کم سے کم میرے حالات میں بعید نظر آتا ہے۔ میری سوچوں، میری فکروں کے ساتھ اس مضمون کا اس رنگ میں تعلق نہیں تھا۔ یعنی دعا کے ساتھ تو تعلق تھا لیکن جس طرح مجھے دکھائی گئی ہے وہ ایک خاص رنگ رکھتا تھا، ایک خاص انداز تھا جس کے ذریعے انسان کو یقین دلایا جارہا ہو کہ یہ خدا کی طرف سے پیغام ہے۔ اسے تم اتفاقی واقعہ نہ سمجھنا۔

پس اس کامل یقین کے ساتھ میں جماعت کی امانت جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل آنے والے ہیں، خوشیاں نصیب ہونے والی ہیں اس کی تیاری شروع کریں اور دعاؤں کو تیز کر دیں اور خدا کے ساتھ کامل وفا کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور اپنے دلوں کو خدا کے لئے خالص کر دیں۔ شرک کی ہر ملونی سے ان کو پاک کر دیں اور پھر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ فضا میں عظیم تبدیلیاں پیدا ہونے والی ہیں اور ان تبدیلیوں کا معراج یہ ہوگا کہ ہادی خدا ہم پر نازل ہوگا اور اس کثرت کے ساتھ دنیا میں ہادی کے طور پر نازل ہوگا کہ جماعت کے ذریعے،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کے ذریعے کثرت کے ساتھ قوموں کی ہدایت کے سامان پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور جو پاک تبدیلیوں کے آثار ہم دیکھ رہے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان کا حق شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بارش کا قطرہ جو ہم اپنے دلوں کی زبانوں پر لینے والے ہیں اور لے رہے ہیں اس قطرے کے بعد خدا تعالیٰ کثرت سے رحمتیں اور فضلوں کی بارشیں نازل فرمائے اور سارے موسم بدل جائیں۔ رُت بدل جائے اور ہم خدا کے فضلوں کے گیت گاتے ہوئے اس کی مزید رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ آمین۔